



## سوال

(112) ولی کے بغیر نکاح کی شرعی حیثیت

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ولی کے بغیر نکاح کی شرعی حیثیت

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شریعت اسلامیہ میں مردوزن کو بدکاری فحاشی، عریانی اور بے حیائی سے محفوظ رکھنے کے لئے نکاح کی انتہائی اہمیت وارد ہوئی ہے۔ شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے اسے راہ راست سے ہٹانے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے۔ موجودہ معاشرے میں بھی امت مسلمہ میں بدکاری و فحاشی کو عروج دینے کے لئے مختلف یہودی ادارے اور ان کے متبعین دن رات مصروف عمل بیجنوں نے انسانی حقوق کے تحفظ اور آزادی نسوان کے نام پر کئی ادارے اور سوسائٹیز بنا کر مسلمان ممالک میں فحاشی اور بے حیائی کے نچے تیز کئے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ یوب کی طرح ہمارے مسلمان معاشرے کو بھی آلودہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قباحت سے بچانے کے لئے آنکھ اور شرمگاہ کی حفاظت کے لئے مسلم مردوزن کے لئے نکاح کی بڑی اہمیت بیان کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْحُوا إِلَیَّ أَعْمَالَهُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِنَّكُمْ لَنَا لَخَلِیْمٌ إِنَّ یُحْیُوا فَتَرَاءَ یُفْقِئُ اللَّهُ مِنَ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۳۲ ... النور

۱۱ تم میں سے جو لوگ مجرہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا اللہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔" (النور: ۳۲)

آگے فرمایا:

وَلِیَسْتَعْفِفَ الذِّمَّنَ لَیَسْجُرُونَ زَنَاحًا تَحْتَ لِیْقِئُمُ اللَّهُ مِنَ فَضْلِهِ... ۳۳ ... النور

۱۱ اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں انہیں چاہیے کہ عفت مابی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کا امر بیان کیا ہے اور یہ بھی بتایا کہ جنہیں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ اپنے آپ کو پاک و صاف رکھیں اور بدکاری و زنا سے بچے رہیں۔ اس کی مزید تشریح اس حدیث سے ہوتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



«یا منشر الشباب، من استغاث الباءة فليتردنج، فأنه أخص للنصر وأخص للفرج، ومن لم يستطع فليد بالسوم فأنه له وجاء.»

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے کیونکہ روزے آدمی کی طبیعت کا جوش ٹھنڈا کر دیتے ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

((النكاح م سنی فن لم یمل بسنی فیس منی ))

"نکاح کرنا میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں" (ابن ماجہ: ۱۸۴۶)

اسی طرح قرآن مجید میں نکاح کو سکون اور محبت و رحمت کا باعث قرار دیا گیا ہے اور کہیں (محسنین غیر مصافحین) کہہ کر بدکاری سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ لہذا بدکاری اور زنا کاری سے بچنے کے لیے ہمیں نکاح جیسے اہم کام کو سرانجام دینا چاہیے اور اس کے لئے طریقہ کار رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ احکامات سے لینا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے جو اصول و ضوابط ذکر فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے اگر لڑکی اپنی مرضی گھر سے فرار اختیار کر کے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیتی ہے تو اس کا نکاح باطل قرار پاتا ہے۔ عورت کے لئے اولیاء کی اجازت کے مسئلہ میں کتاب و سنت سے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَأَلْبَسُوا الْمُشْرِكَاتِ حُجَّتَهُنَّ وَلَا تَسْخُوا الْمُشْرِكِينَ حُجَّتَهُنَّ وَلَا تَسْخُوا الْمُشْرِكِينَ حُجَّتَهُنَّ وَلَا تَسْخُوا الْمُشْرِكِينَ حُجَّتَهُنَّ وَلَا تَسْخُوا الْمُشْرِكِينَ حُجَّتَهُنَّ... البقرة

"اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن غلام، مشرک سے بہتر ہے۔ اگرچہ تمہیں بہت پسند ہو"۔ (البقرہ: ۲۲۱)

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی ارقام فرماتے ہیں:

"فی بدۃ الایسول بالضع علی ان لا نکاح الا للولی قال محمد بن علی بن الحسن الکناح للولی فی کتاب اللہ تعالیٰ ثم قرأ (وَأَلْبَسُوا الْمُشْرِكِينَ حُجَّتَهُنَّ)"

"یہ آیت کریمہ اس بات پر بطور نص کے دلیل ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نکاح کا بذریعہ ولی منعقد ہونا اللہ کی کتاب میں موجود ہے پھر انہوں نے (وَأَلْبَسُوا الْمُشْرِكِينَ حُجَّتَهُنَّ) آیت کریمہ پڑھی۔ (الجامع الاحکام القرآن ۳/۴۹)

مولانا عبد الماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: (وَأَلْبَسُوا) خطاب مردوں سے ہے کہ تم اپنی عورتوں کو کافروں کے نکاح میں نہ دو۔ حکم خود عورتوں کو براہ راست نہیں مل رہا ہے کہ تم کافروں کے نکاح میں نہ جاؤ۔ یہ طرز خطاب بہت پر معنی ہے۔ صاف اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مسلمان عورتوں کا نکاح مردوں کے واسطے سے ہونا چاہیے۔ (تفسیر ماجدی ص ۸۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی طراز ہیں:

"یہ خطاب یات (عورتوں) کے ولیوں کو ہے یا حکام کو ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو مشرک مردوں سے نکاح نہ کرنے دو"۔ (تفسیر مظہری ۱/۴۵۸)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بات کی توضیح فرمادی ہے کہ مسلمان عورت کے نکاح کا انعقاد اس کے ولی کے ذریعے ہونا چاہیے اس لئے فرمایا: (وَأَلْبَسُوا) کہ تم اپنی



عورتوں کو مشرکوں کے نگاہ میں نہ دو اگر ولی کا نکاح میں ہونا لازم نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس انداز سے خطاب نہ فرماتا بلکہ عورتوں کو حکم دیتا کہ تم ان کے ساتھ نکاح نہ کرو۔ حالانکہ ایسے نہیں فرمایا۔ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِيَنَّ عَنْكُمْ مَالُكُمْ إِذَا تَرَاهُنَّ إِذَا تَرَاهُنَّ إِذَا تَرَاهُنَّ... ۲۳۲... البقرة

"اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پورا کر لیں تو انہیں اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو جب وہ آپس میں اچھی طرح راضی ہو جائیں۔" (بقرہ : ۲۳۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی الباری شرح صحیح بخاری ۹/۹۳ رقمطراز ہیں :

"وہی اصرح دلیل علی اعتبار الولی والامام للعصمہ معنی والابنا ولو کان لہما ان یتزوج نفسہما لم یلی آخیا ومن کان امرہ الیہ لایقال ان غمیرہ منہ منہ"

"یہ آیت ولی کے معتبر ہونے کی سب سے واضح دلیل ہے اور اگر ولی کا اعتبار نہ ہوتا تو اس کو روکنے کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا۔ اگر معقل کی بہن کے لئے اپنا نکاح خود کرنا جائز ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور اختیار جس کے ہاتھ میں ہو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی نے اس کو روک دیا۔"

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"فمنی الایہ یولیل علی انہ لا یسخر الکاح بغیر ولی الا ان اخت معقل کانت یتبا ولو کان الامر الیہا دون لزوجت نفسہا ولم تتج آلی ولیہا معقل فایحطاب اذانی قوله (فلا تعصلوہن) للالیاء وان الامر فی المرتوج مع رضاہن۔"

"اس آیت کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں اس لئے کہ معقل بن یسار کی بہن طلاق یافتہ تھیں اور اگر ولی کے بغیر معاملہ اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ اپنا نکاح خود کر لیتی اور اپنے ولی معقل کی محتاج نہ ہوتی اور اس آیت کریمہ میں (فلا تعصلوہن) میں خطاب اولیاء کو ہے نکاح میں عورت کی رضامندی کے باوجود معاملہ مردوں پر موقوف ہے۔"

مذکورہ بالا آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی پھر عدت کے پورا ہو جانے کے بعد وہ دونوں آپس میں دوبارہ نکاح کرنے پر راضی ہو گئے تو معقل بن یسار نے اپنی بہن کا نکاح جینے سے انکار کر دیا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ سمجھا دیا کہ عورت کے ولی کا حق اس کے نکاح کے انعقاد میں موجود ہے اگر ایسی بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ مردوں کو منع نہ کرتا۔ مردوں کو خطاب کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حق ولایت اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے رکھا ہے اور یہی بات امام بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل ۱۱۲/۱۲ امام ابن قدامہ نے المغنی ۳۳۸/۱ اور امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۳۰۲/۱ میں لکھی ہے اور اسی بات کو امام طبری نے اپنی تفسیر طبری ۲/۳۸۸ میں صحیح قرار دیا ہے۔ فح الباری کتاب النکاح ۹۰۹۔

اسی طرح نکاح کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

فَانکحوا بنی اذنی... النساء... ۲۵... وانکحوا الایامی منکم... ۳۲... النور

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے عورت کے اولیاء کو خطاب کیا ہے کہ وہ نکاح کرنے کے امر کو سرانجام دیں۔ اگر نکاح کا معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہوتا تو اللہ تعالیٰ عورتوں کو خطاب کرتے مردوں کو خطاب نہ کرتے۔ ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی ۳/۳۹۔ اس مسئلہ کی مزید وضاحت کئی ایک احادیث صحیحہ سے بھی ہوتی ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

دور جاہلیت میں ولی کی اجازت کے ساتھ نکاح کے علاوہ بھی نکاح کی کئی صورتیں رائج تھیں جن کی تفصیل صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں :

((مکاحا منما نکاح الناس الیوم یخطب الرجل الی الرجل ولیہ او ائمتہ فیصدقما ثم ینکحها ))

"ان میں سے ایک نکاح جو آج کل لوگوں میں رائج ہے کہ آدمی دوسرے آدمی کے پاس اس کی زیر ولایت لڑکی یا اس کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام بھیجتا۔ اسے مردیتا پھر اس سے نکاح کر لیتا۔"

پھر نکاح کی کچھ دوسری صورتیں ذکر کیں جو کہ ولی کی اجازت کے بغیر رائج تھیں آخر میں فرمایا :

((فما بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالحق بدم نکاح الجالبیۃ تکمہ الا نکاح الناس الیوم ))

"جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے تمام نکاح منہدم کر دیئے سوائے اس نکاح کے جو آج کل رائج ہے۔"

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں نکاح کی صرف ایک صورت باقی رکھی جو کہ ولی کی اجازت پر مبنی ہے اور ولی کی اجازت کے علاوہ نکاح کی تمام صورتوں کو منہدم کر دیا۔ لہذا جو نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کیا جائے وہ جاہلیت کے نکاح کی صورت ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند ایک احادیث صحیحہ مرفوعہ ملاحظہ فرمائیں :

((عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی۔))

"سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔" (الوداؤد مع عون ۱۰۲، ۱۰۱، ۲/۱۰۱۔ ترمذی ۳/۲۲۶، ابن ماجہ ۵۸۰/۱، دارمی ۲/۲۱، ابن حبان (۱۲۳۳)، طحاوی ۳/۳۶۳، ۳/۸۰۹، احمد ۳/۳۱۳، طیالسی (۵۲۳)، دارقطنی ۳/۲۱۸-۲۱۹، حاکم ۲/۱۴۰، بیہقی ۴۰/۱۴۰، المحلی ۹/۳۵۲، شرح السنہ ۹/۳۸، عقود الجواہر المنیضہ ۲/۱۴۶)

امام حاکم فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابوذر غفاری، سیدنا مقداد بن اسود، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا عمران بن حصین، سیدنا عبداللہ بن عمرو، سیدنا مسور بن محزمہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں اور اکثر صحیح ہیں اور اسی طرح اس مسئلہ میں ازواج النبی سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن سے روایت مروی ہیں۔ (مستدرک حاکم ۲/۱۴۲)

یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس حدیث کے راوی ہیں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان اس بات پر نص قطعی کا حکم رکھتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((ایما مرأة تحت بغیر اذن ولیہا نکح باطل نکح فان آصابها اللہ بما عمل من فرجاتہا اشترقا لسلطان ولی من لاولیہ۔))

"جس بھی عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین دفعہ فرمائی اگر اس مرد نے اس کے ساتھ صحبت کر لی تو عورت کو مردیتا ہے اس وجہ سے کہ جو اس نے اس کی شرمگاہ کو حلال سمجھا۔ اگر وہ (اولیا) صحیحاً کریں تو جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم اس کا ولی ہے۔" (شرح السنہ ۲/۳۹، ابو داؤد ۶/۹۸، ترمذی ۳/۲۲۴، ابن ماجہ ۵۸۰/۱، دارمی ۲/۲۶، شافعی ۲/۱۱، احمد ۶/۳۴، طیالسی (۱۳۳۳)، حمیدی ۱۱۳، ۱۱۲/۱، ابن حبان (۱۲۳۱)، طحاوی ۳/۴۷، دارقطنی ۳/۲۲۱، حاکم ۲/۱۶۸، بیہقی ۴۰/۱۰۵)

اس حدیث کی شرح میں محدث عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں :

"والحدیث يدل على أن لا يصح النكاح إلا بولي."

"یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔"

آگے مزید فرماتے ہیں :

"والمحقق ان النكاح بغیر الولی باطل كما يدل أحادیث الباب"

"حق یہی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح باطل ہے جیسا کہ اس پر باب کی احادیث دلالت کرتی ہیں۔" (عون المعبود ۲/۱۹۱، طبع ملتان)

علاوہ ازیں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں "ایما" کلمہ عموم ہے جس میں باکرہ یشیہ چھوٹی بڑی ہر طرح کی عورت داخل ہے کہ جو بھی عورت ولی کے بغیر اپنا نکاح از خود کرے اس کا نکاح باطل ہے۔ رسول مکرم کی یہ حدیث اس بات پر نص و قطعی ہے کہ ایسا نکاح باطل ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہی :

"والتمل فی هذا الباب علی حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم: «لا نکاح الا بولی» عند أهل العلم من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عمر بن الخطاب، وعلی بن ابی طالب، وعبد اللہ بن عباس وأبو هريرة وغيرهم، [ص: 403] وكذا روي عن بعض فقهاء التابعين أنهم قالوا: «لا نکاح الا بولی» عن عمر بن الخطاب، وعلی بن ابی طالب، وعبد اللہ بن عباس، وأبو هريرة وغيرهم، ورواه ابن ماجه، والشافعی، وأحمد، وإسحاق"

"اس مسئلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ "ولی کے بغیر نکاح نہیں" پر اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عباس، اور ابو ہریرہ کا عمل ہے اور اسی طرح تابعین فقہاء میں سے سعید بن مسیب، حسن بصری، شریح، ابراہیم النخعی اور عمر بن عبد العزیز وغیرہ اور امام ثوری، امام اوزاعی، امام عبد اللہ بن مبارک، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحق بن راہور رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی موقف ہے۔" (ترمذی ۳۱۱، ۳/۳۱۰)

اب ائمہ محدثین کے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ : صاحب بدایۃ المجتہد ۲/۷ لکھتے ہیں :

"فذهب مالک ابی أن لا نکاح الا بولی وأنها شرط فی الصحیة"

"امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے اور یہ ولایت نکاح کی صحت میں شرط ہے یعنی اگر ولایت مفقود ہوئی تو نکاح درست نہیں ہوگا۔"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ : فقہ حنبلی میں بھی نکاح کے لئے ولی ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ امام ابن قدامہ حنبلی رقمطراز ہیں :

"أن النکاح لا یشح الا بولی، ولا تملک المرأة تزویج نفسها ولا غیرها، ولا تملک غیر ولیها فی تزویجها فإن فقلت، لم یشح النکاح رومی ہذا عن عمر، وعلی، وابن مسعود، وابن عباس، وأبی ہریرة، وعائشہ رضی اللہ عنہم۔ والبیہقی وسعد بن مسیب، والنخس، وعمر بن عبد العزیز، وجابر بن زید، والثوری، وابن ابی لیلی، وابن شبرمة، وابن المبارک، وجعید اللہ الغضری، والشافعی، وإسحاق، وأبو جعید ورووی عن ابن سیرین، والنقاشم بن محمد، والنخس بن صالح"

"یقیناً ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں اور عورت اپنے اور اپنے علاوہ کسی دوسرے کے نکاح کی مختار نہیں اور نہ ہی اپنا نکاح کرانے کے لئے اپنے ولی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو ولی بنانے کی مختار ہے اگر اُس نے ایسا کیا تو نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ یہ بات صدی ناعمر، سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور اس کی طرف امام سعید بن مسیب، امام حسن بصری، امام عمر بن عبد العزیز، امام جابر بن زید، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلی، امام ابن شبرمہ، امام ابن مبارک، امام



عبد اللہ العنبري، امام شافعي، امام اسحاق بن راہویہ اور امام ابو عبيدہ کے ہیں اور یہی بات امام ابن سیرین، امام قاسم بن محمد اور امام حسن بن صالح سے بھی روایت کی گئی ہے۔ " (المغنی لابن قدامہ ۹/۳۳۵)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ: اس آیت **وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغُنَّ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ... ۲۳۲... البقرة** کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وہدہ آجین آری میں نے کتاب اللہ ولایت علی ان یس للمرآة ان تتزوج بغیر ولی۔"

"یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس بات پر دلالت کے اعتبار سے واضح ترین ہے کہ عورت کو بغیر ولی کے نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔"

اور آگے مزید فرماتے ہیں:

"ان العقد بغیر ولی باطل (کتاب الام مختصر للامام مرنی ص 163)

"ولی کے بغیر عقد قائم کرنا باطل ہے۔"

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ:

"النکاح الا بولی و علی بداهة لا یجوز للمرأة ان تنکح ولا یجوز لهما ان یتوکھا فی زواجها غیر ولیها و اذ کان لا یجوز لهما ان یتزوجا متزوجا غیر با من باب اولی۔"

"ولی کے بغیر نکاح نہیں اور اسی بنا پر عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنا نکاح خود کرے اور نہ یہ جائز ہے کہ اپنے نکاح کے لئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو متعین کرے اور جب اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنا نکاح خود کر سکے تو اس کے لئے کسی دوسری عورت کا نکاح کرنا بالاولیٰ جائز نہیں۔" (موسوعہ فقہ سفیان ثوری ص ۹۳)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"النکاح الا بولی و قال الدیمی بیدہ عقدة النکاح جو الولی فان زوجت المرأة نفسها بغیر ولی او وکلت غیر ولیها فی تزوجها فالنکاح باطل ویبترق ینهما فلی الدخول و بعدہ"

"ولی کے بغیر نکاح نہیں اور (الذی بیدہ عقدة النکاح) سے مراد ولی ہے اگر عورت نے اپنا نکاح ولی کے بغیر خود کر لیا یا نکاح کرنے میں اپنے ولی کے علاوہ کسی دوسرے کو ولی بنا لیا تو یہ نکاح باطل ہے اور ان دونوں کے درمیان صحبت کرنے سے پہلے اور بعد جدائی کرادی جائے گی۔" (موسوعہ فقہ الحسن بصری ص ۸۹)

امام ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ: یہ امام ابو حنیفہ کے استاد الاستاد ہیں اور ان کے اقوال پر فقہ حنفی کا دارومدار ہے جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے فرماتے ہیں:

"یس العقد بید النساء ایما العقد بید الرجال"

"عقد قائم کرنا عورتوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ مردوں کے ہاتھ میں ہے۔" (ابن ابی شیبہ ۱/۲۰۸، موسوعہ فقہ ابراہیم النخعی ۱/۶۷)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ کتاب و سنت اور جمہور ائمہ محدثین کے نزدیک عورت کا نکاح ولی کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔ جو عورت اپنا نکاح خود کر لیتی ہے ایسا نکاح باطل ہے اور ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی تاکہ وہ ناجائز فعل کے مرتکب نہ ہوں۔

موجودہ دور میں کئی ایک ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ لڑکیاں گھروں سے فرار اختیار کر کے اپنے عاشقوں کے ساتھ عدالت میں جا کر نکاح کر لیتی ہیں اور مسلم معاشرے کے لئے بالعموم اور ان کے والدین کے لئے بالخصوص ذلت و رسوائی کا باعث بنتی ہیں۔ صائمہ کیس کا فیصلہ جو کہ دس مارچ ۹۷ء کو لاہور ہائی کورٹ کے ججوں نے کیا وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک



کڑی ہے اور صریح قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ ہمارے ملک کے جن دو جموں نے اس پر جو بیمار کس (Remarks) لکھے وہ یہودیت کی حقوق نسواں کے نام سے پھیلائی ہوئی تحریکوں سے مرعوبیت کا شاخسانہ ہے جیسا کہ ایک جسٹس نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ "میں اپنی کوشش کے باوجود ایسا اصول نہیں ڈھونڈ سکا جس کی بنیاد پر یہ فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہو کہ بالغ مسلم لڑکی کو اپنے ولی کی مرضی کے بغیر نکاح ناجائز ہے۔"

مندرجہ بالا صریح دلائل کی روشنی میں مذکورہ جسٹس کا یہ بیان انتہائی غلط اور قرآن و سنت کے دلائل سے لاعلمی و ناواقفیت پر مبنی ہے اور انتہائی قابل افسوس ہے مسلمانوں کا قانون کتاب و سنت ہے جس میں ایسے دلائل اور اصول تو اتر کے ساتھ موجود ہیں کہ مسلم لڑکی بالغ ہو یا مطلقہ یا کنواری کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر دلائل ذکر کر دیئے ہیں۔ ہمارے ملک میں چونکہ انگریزی قانون رائج ہے جس کی بنا پر اکثر فیصلے کئے جاتے ہیں اور قرآن و سنت کو عملاً قانون سمجھا ہی نہیں جاتا اور یہ چیز کسی بھی مسلم کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ تمام مسلمانوں کو اپنے ہر قسم کے فیصلے طاغوتی عدالتوں کی بجائے قرآن و سنت کے ذریعے کروانے چاہئیں تاکہ عند اللہ ماجور ہو سکیں۔

صدرِ امامِ عہدی والہدٰ اعلم بالصواب

## آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج 1

محدث فتویٰ